Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

The Untiring Efforts and Time Management of the Holy Prophet (PBUH) During Staying at Makkah Mukarramah Before prophecy

داعی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکی دور میں نبوت سے پہلے مساعی جمیلہ اور تنظیم وقت

Muhammad Naimat Ullah
Doctoral Candidate Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, Lower Mall Campus, University of Education, Lahore / Librarian, Govt. Mines Labour Welfare Boys Higher Secondary School, Makerwal Mianwali. muhammadnaimatullah53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0004-9412-1686

Hafiz Muhammad Abdullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences, Lahore Garrison University, Lahore/SST, WAPDA Inter College Mangla Dam Mirpur AJK. hafizmuhammadabdullah53@gmail.com https://orcid.org/0009-0001-7167-8164

Farida Noreen
Lecturer Arabic, Himayat-e-Islam Degree College for Women, 119-Multan Road Lahore, faridanoreen53@gmail.com, https://orcid.org/0009-0009-5486-4510

Abstract

During the Makkah era, all the events and matters of the life of the Prophet of Islam, may God bless him and grant him peace, came to a successful completion with the help of Allah Rafi al-Shan, with the organization of time (time management). Agreements, conversations, miracles, sermons, teachings, battles, conquests, orders, statements are all direct or indirect examples of organization and time management. If we look at the organization and management of time, it will be clear that time moves with the command of Allah and it will stop on the Day of Resurrection with the command of Allah. Undoubtedly, time and time have received great honor and honor from your blessed existence. Time was the slave of Prophet ﷺ. Time was the treasure of God's secrets, being the slave of Prophet Muhammad ﷺ, he was in need of a sign from Prophet Muhammad ﷺ, and he is and will be until the Day of Resurrection. Allah, the Exalted, ended the famine this year with the blessing of the birth of Prophet Muhammad ﷺ. The birth, adoption, guardianship, trade and all matters of the world such as commercial travel, installation of the Black Stone, participation in the oath of allegiance, under the system of Allah, with the organization of time (time management) were completed before the manifestation of prophethood. have been. In the blessed person of the Prophet, may Allah bless him and grant him peace, he added many qualities such as good behavior, honesty, loyalty, honesty, duty, and punctuality. Made time. His presence in the Cave of Hira with a complete plan in worshiping Allah, his arrangement is only clarifying the events that happened at the time. He (peace be upon him) defeated the disappointment and failure of time with his firmness in his belief and intention.

Keywords: Time Management, Attributes, Planning, Beliefs and Intentions, Persistence, Continuous Effort, Trade, Honesty, Punctuality, Organization

CC BY

مکی دور میں داعی اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات و معاملات اللہ رفیع الشان کی مدد سے تنظیم وقت (ٹائم مینجمنٹ) کے ساتھ خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچے۔ آپ ﷺ کے تمام فرمودات، مکتوبات، معمولات، معاملات، معاہدات، مُکالمات، مُعجزات، خُطبات، تعلیمات، غزوات، فتوحات، احکامات، ارشادات سب کے سب بالواسطہ یا بلاواسطہ تنظیم اور انتظامِ وقت کی عمدہ و اعلیٰ ارفع و بہترین مثالیں ہیں۔ تنظیم اور انتظامِ وقت ﷺ میں دیکھا جائے تو واضح ہو گا کہ اللہ کے حکم کے ساتھ وقت چلتا ہے اور اللہ کے حکم کے ساتھ ہی قیامت کے دن بند ہو گا۔ بلاشبہ وقت و زمانہ کو آپ کے وجود مبارک سے عظیم الشان شرف و مرتبہ مل گیا۔ وقت تو آپ ﷺ کا غُلام تھا۔ وقت خزینہ اَسرارِ الٰہیہ حضرت محمد ﷺ کا غُلام ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے ایک اشارہ کا مُحتاج تھا اور ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ولادت کی برکت سے اس سال قحط سالی کو ختم کیا۔ آپ ﷺ کی ولادت، رضاعت، کفالت، تجارت اور دنیا کے تمام معاملات مثلاً تجارتی سفر، حجر اسود کا تنصیب کرنا، معاہدہ حلف الفضول میں شمولیت اللہ کے نظام کے تحت ہی تنظیم وقت (ٹائم مینجمنٹ) کے ساتھ ہی اظہارِ نبوت سے پہلے مکمل ہوئے ہیں۔ اللہ کریم نے آپ ﷺ کی ہستی مبارکہ میں بہترین معاملگی، صداقت و دیانت و راستی، فرض شناسی، پابندی وقت جیسے بے شمار اوصاف حمیدہ کو شامل فرما کر ان اوصاف کو عزت و تکریم عطا فرمائی اللہ کریم نے آپ ﷺ کو سراپا تنظیم وقت اور پیکر تنظیم وقت بنایا۔ آپ ﷺ کا غارِ حرا میں مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا، آپ ﷺ کے تنظیم وقت پر ہونے والے واقعات کو ہی واضح کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے یقین اور ارادے میں پختگی سے وقت کی مایوسی اور ناکامی کو شکست سے دوچار کیا۔

کلیدی الفاظ: وقت، تنظیم وقت (ٹائم مینجمنٹ)، اوصاف حمیدہ، منصوبہ بندی، یقین اور ارادے، مستقل مزاجی، جہد مسلسل

داعی اسلام محمد ﷺ کا جنگِ فجار میں شرکت سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

اسلام سے پہلے عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ انہی لڑائیوں میں سے ایک مشہور لڑائی "جنگ فجار" کے نام سے مشہور ہے۔ عرب کے لوگ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، ان چار مہینوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی کرنے کو گناہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ عام طور پر ان مہینوں میں لوگ تلواروں کو نیام میں رکھ دیتے۔ اور نیزوں کی برچھیاں اتار لیتے تھے۔ مگر اسکے باوجود کبھی کبھی کچھ ایسے ہنگامی حالات در پیش ہوگئے کہ مجبوراً ان مہینوں میں بھی لڑائیاں کرنی پڑیں۔ تو ان لڑائیوں کو اہل عرب "حروب فجار" (گناہ کی لڑائیاں) کہتے تھے۔ سب سے آخری جنگ فجار جو "قریش" اور "قیس" کے قبیلوں کے درمیان ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف بیس برس کی تھی۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے، اس لئے آپ ﷺ نے بھی اپنے چچاؤں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے ساتھ اس جنگ میں شرکت فرمائی۔ مگر کسی پر ہتھیار نہیں اٹھایا۔ صرف اتنا ہی کیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے۔ اس لڑائی میں پہلے قیس پھر قریش غالب آئے اور آخر کار صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔[1]

داعی اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ کا جنگ فجار میں شرکت کرنا وقت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا آپ ﷺ کا اپنے چچا کو تیر پکڑانا اور جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں اپنے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرنا آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظامِ وقت کو ہی واضح کر رہی ہیں۔

حجر اسود کی تنصیب اور واقعۂ تحکیم:

قبل از اسلام خانۂ کعبہ کی تعمیر و مرمت کے دوران حجر اسود کی تنصیب کے معاملے پر عرب قبائل کا ایک دوسرے پر تلواریں سونت لینا اور حضرت محمد ﷺ کے حسن تدبیر سے معاملے کا بہترین حل نکل آنا تاریخ میں واقعۂ تحکیم کے نام سے جانا جاتا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی بابرکت عمر کے ۳۵ویں برس میں قدم رکھا۔ قریش نے آپس میں طے کیا کہ خانہ کعبہ کو اچھے انداز میں تعمیر کریں۔ قریش کے تمام قبائل نے عزت و وقار کے حصول کی خاطر اس تعمیر کا ایک ایک حصہ اپنے ذمہ لے لیا۔ سب سے پہلے "ولید" نے کعبہ کو گرانے کا آغاز کیا، اور یہ کہا اے اللہ! ہم نے اپنا دین نہیں چھوڑا، ہم بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔[2]

اسکے بعد دوسروں نے ساتھ دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ستون نمودار ہوگئے جسے جناب ابراہیم (علیہ السلام) نے تعمیر کیا تھا۔ ہر قبیلے نے اپنے حصے کی تعمیر شروع کی۔ جب دیواریں اس مقدار تک بلند ہو گئیں کہ اس پر "حجر اسود" کو نصب کیا جائے، اس وقت تنصیب کے امر کو لیکر قبیلوں کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ شرف اسے نصیب ہو۔ کشیدگی اور اختلاف بڑھتا گیا۔ ایک ساتھ کام کرنے والے، ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ طرح طرح کی باتیں سامنے آئیں۔ اسی طرح چار پانچ راتیں باتوں ہی باتوں میں گزر گئیں۔ پھر قریش کے سب سے سن رسیدہ "ابو امیہ بن مغیرہ" نے تجویز دی کل صبح کو سب سے پہلے جو شخص آئے وہی ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے یہ رائے تسلیم کی دوسرے دن سب قبائل کے آدمی موقع پر پہنچے کرشمہ ربانی دیکھو کہ صبح کو سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس پر پڑیں وہ جمال جہاں چہرہ محمدی ﷺ تھا۔[3]

مسجدِ حرام میں سب سے پہلے داخل ہونے والے رسولِ اکرم تھے لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی کہا: **هٰذَا الْأَمِينُ رَضِينَاهُ هٰذَا مُحَمَّدٌ**۔ یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں (یعنی ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہے) یہ تو محمد ﷺ ہیں۔[4]

آپ ﷺ نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اسکے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور ﷺ نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اسکی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔[5]

اللہ کریم کے پیارے داعی اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا صبح سب سے پہلے حرم شریف آنا آپ ﷺ کے بہترین وقت میں خیر پر مبنی تنظیم اور انتظام وقت ہی تھا جس سے کئی قسم کے فتنوں اور حادثات کو شکست نصیب ہوئی۔

cc BY

داعی اسلام محمد ﷺ کا مُعاہدہ حلف الفُضول سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

روز روز کی لڑائیوں سے عرب کے سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ ہر طرف بد امنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن وامان غارت ہو چکا تھا۔ کوئی شخص اپنی جان ومال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ نہ دن کو چین، نہ رات کو آرام، اس وحشت ناک صورتِ حال سے تنگ آکر کچھ صلح پسند لوگوں نے جنگ فجار کے خاتمہ کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سر دار ان عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے اور حضور ﷺ کے چچا زبیر بن عبد المطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی معاہدہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ خاندان قریش کے سرداروں نے "بقائے باہم" کے اصول پر" جیو اور جینے دو" کے قسم کا ایک معاہدہ کیا اور حلف اٹھا کر عہد کیا کہ ہم لوگ مسافروں کی حفاظت کریں گے۔ مظلوم کی حمایت کریں گے۔ ملک سے بے امنی دور کریں گے۔ غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔ کسی ظالم یا غاصب کو مکہ مکرمہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

اس معاہدہ میں حضور اقدس ﷺ بھی شریک ہوئے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ اعلانِ نبوت کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدہ کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہیں ہوتی۔ اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم "یا آل حلف الفضول" کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اسکی مدد کے لئے تیار ہوں۔

اس تاریخی معاہدہ کو 'حلف الفضول' اس لئے کہتے ہیں کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے مکہ مکرمہ میں قبیلہ "جرہم" کے سرداروں کے درمیان بھی بالکل ایسا ہی ایک معاہدہ ہوا تھا۔ اور چونکہ قبیلۂ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب لوگوں کا نام "فضل" تھا یعنی فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ اس لئے اس معاہدہ کا نام "حلف الفضول" رکھ دیا گیا، یعنی ان چند آدمیوں کا معاہدہ جن کے نام "فضل" تھے۔[6]

اللہ کریم کے داعی اسلام محمد مُصطفٰی احمد مُجتبٰی ﷺ کا حلف الفضول مُعاہدہ میں شرکت کرنا وقت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا جس سے علاقے میں امن وامان کی فضا پیدا ہوئی، مظلوم کو اسکا حق ملنا شروع ہو گیا غریبوں کی امداد سے معاشرے میں توازن پیدا ہوا، آپ ﷺ کا اس مُعاہدہ سے بے انتہا محبت کرنا آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظام وقت کو ہی واضح کر رہا ہے۔

داعی اسلام محمد ﷺ کے تجارت کے سفر سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال دو ماہ ہو چکی تھی کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قریش کے قافلۂ تجارت کے ساتھ شام کا ارادہ کیا مصائبِ سفر کے خیال سے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارادہ آپ ﷺ کو ہمراہ لے جانے کا نہ تھا، عین روانگی کے وقت آپ ﷺ کے چہرے پر حزن وملال کے آثار دیکھے، اس لیے آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ لے لیا اور روانہ ہوئے جب شہر بُصریٰ کے قریب پہونچے تو وہاں ایک نصرانی (بقول بعض یہودی) راہب تھا جسکا نام جرجیس تھا اور بحیرا راہب کے نام سے مشہور تھا۔ بحیرا کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ملاقات ہوئی، اس نے حضور ﷺ کے پر نور چہرے پر علاماتِ نبوت دیکھیں اور آپ ﷺ کو آنے والے نبی کی پیشین گوئی کا مصداق پایا تو حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تاکید کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر عظیم الشان بنے گا، لہٰذا اسے شام کے یہودی دشمنوں سے بچایا جائے، چنانچہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فی الفور آپ ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ کا شام کا دوسرا سفر

جب آپ ﷺ کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی امانت وصداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ ان دنوں مکہ مکرمہ میں سب سے زیادہ مالدار ایک معزز خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلد تھیں، جو دو بار بیوہ ہو چکی تھیں، انھوں نے باپ سے کثیر جائداد پائی تھی اور اب تمام تر توجہ تجارت کی طرف مبذول کر رکھی تھی اور اپنی تجارت کو باقی رکھنے کے لیے انھیں کسی ایسے امانت دار شخص کی ضرورت تھی جو کاروباری سلیقہ اور تجارتی تجربہ بھی رکھتا ہو۔ ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اسکے ساتھ اپنی تجارت کا مال وسامان ملک شام بھیجیں۔ چنانچہ ان کی نظرِ انتخاب نے اس کام کے لئے حضور ﷺ کو منتخب کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ ﷺ کی امانت ودیانت داری کی بنا پر میں آپ کو اسکا دوگنا دوں گی۔ حضور ﷺ نے ان کی درخواست اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد منظور فرمائی اور تجارت کا مال وسامان لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہ نے شام جاتے وقت جب مال سپرد کیا تو اپنے بھروسے مند غلام میسرہ کو بھی ساتھ کر دیا۔ بہانہ یہ تھا کہ وہ خدمت کرتے رہیں گے اور مقصد یہ تھا کہ مال کی نگرانی بھی رکھیں اور حضور ﷺ کے عادات واخلاق کا بھی گہرائی سے مطالعہ کرتے رہیں۔

جب آپ ﷺ ملک شام کے مشہور شہر "بصریٰ" کے بازار میں پہنچے تو وہاں "نسطورا" راہب کی خانقاہ کے قریب میں ٹھہرے۔ "نسطورا" میسرہ کو بہت پہلے سے جانتا پہچانتا تھا۔ حضور ﷺ کی صورت دیکھتے ہی "نسطورا" میسرہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے میسرہ ! یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے اتر پڑے ہیں۔ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں اور خاندان بنو ہاشم کے چشم وچراغ ہیں ان کا نام نامی "محمد" اور لقب "امین" ہے۔ نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں اترا۔ اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ "نبی آخر الزماں" یہی ہیں۔[7]

واپسی پر آپ ﷺ نے ایسا مال تلاش کیا جسکا مکہ مکرمہ میں فوراً نکاس ہو جائے، آپ ﷺ نے شام سے یہ مال لاکر مکہ معظمہ میں فروخت کیا تو کافی نفع ہوا۔ یہی آپ ﷺ کی انتظامی مہارتیں تھی جس سے آپ ﷺ نے اپنے وقت کو بھی محفوظ کیا اور منافع بھی زیادہ حاصل کیا اور اپنے اوپر اعتماد میں بھی مزید اضافہ فرمایا۔ اور یہی آپ ﷺ کا اعلیٰ ترین عمل تنظیم اور انتظام وقت کے عین مطابق ہے چنانچہ اسی عمل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک اعظم سے بھی عظیم ترین وقت کے منتظم تھے جنھوں نے نا صرف تنظیم اور انتظام وقت کے مطابق تجارت کی بلکہ وقت کے نقصان کو بھی بچاتے ہوئے دوگنا منافع حاصل کیا۔ داعی اسلام محمد مُصطفٰی ﷺ کا تجارت میں صداقت، امانت اور دیانت داری کا مظاہرہ آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظام وقت کو ہی واضح کر رہا ہے۔

داعی اسلام محمد ﷺ کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہُ سے نکاح سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

حضور اقدس ﷺ بصریٰ کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ واپس آگئے۔ واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بالا خانے پر بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ جب ان کی نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی تو انہیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ ﷺ کے سر پر دھوپ سے سایہ کئے

CC BY

ہوئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا اور وہ فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں۔ پھر اپنے غلام میسرہ سے انہوں نے کئی دن کے بعد اسکا ذکر کیا تو میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں۔ اور اسکے علاوہ میں نے بہت سی عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ پھر میسرہ نے نسطورا راہب کی گفتگو اور اسکی عقیدت و محبت کا تذکرہ بھی کیا۔ یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ سے بے پناہ قلبی تعلق، اور بے حد عقیدت و محبت ہو گئی اور یہاں تک ان کا دل جھک گیا کہ انہیں آپ ﷺ سے نکاح کی رغبت ہو گئی۔[8]

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال و دولت کے ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں۔ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو طاہرہ (پاکباز) کہا کرتے تھے۔ ان کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی پہلے دو نکاح ہو چکے تھے۔ بڑے بڑے سردار ان قریش ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہش مند تھے لیکن انہوں نے سب پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔ مگر حضور اقدس ﷺ کے پیغمبرانہ اخلاق و عادات کو دیکھ کر اور آپ ﷺ کے حیرت انگیز حالات کو سن کر یہاں تک ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا کہ خود بخود ان کے قلب میں آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہو گئی۔" نفیسہ "بنت امیہ کے ذریعہ خود ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشہور امام سیرت محمد بن اسحق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور ﷺ سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے:" **اِنِّيْ قَدْ رَغِبْتُ فِيْكَ لِحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيْثِكَ** " یعنی میں نے آپ ﷺ کے اچھے اخلاق اور آپ ﷺ کی سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا۔[9]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اچھے اخلاق اور ایمانداری سے بہت متاثر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شادی کا پیغام دیا چنانچہ سفر شام سے واپسی کے دو ماہ پچیس روز بعد حضرت خدیجہ نے آپ کو نکاح کا پیام دیا، حضور ﷺ نے اس رشتہ کو اپنے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا۔ بھلا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاک دامن، شریف، عقلمند اور مالدار عورت سے شادی کرنے کو کون نہ کہتا؟ سارے خاندان والوں نے نہایت خوشی کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کر لیا۔ اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور حضور ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وغیرہ اپنے چچاؤں اور خاندان کے دوسرے افراد اور شرفاء بنی ہاشم و سرداران مضر کو اپنی برات میں لے کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا۔

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً ۲۵ برس تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہیں اور ان کی زندگی میں حضور ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا اور حضور ﷺ کے ایک فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا باقی آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار بیٹیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں۔

اللہ کریم کے داعی اسلام محمد مُصطفٰی احمد مُجتبٰی ﷺ کا نکاح بہت اچھے وقت پر پایا تکمیل پایا گیا جس سے دونوں طرف کے خاندان کو خوشی اور مسرت حاصل ہوئی دونوں طرف خود اعتمادی کی فضا قائم تھی چنانچہ اعتماد کو حاصل کرنا ایک منتظم وقت کا اصل ہدف ہوتا ہے جو کہ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے حاصل کر چکے تھے یہی عمل آپ ﷺ کا تنظیم اور انتظامِ وقت کو ہی واضح کر رہا ہے۔

آپ ﷺ کے کاروبار کا طریقۂ کار میں تنظیم وقت

عبد اللہ بن سائب فرماتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کا شریکِ تجارت تھا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پہچانتے بھی ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ ﷺ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات پر جھگڑتے تھے۔ قیس بن سائب مخزومی فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ میرے شریک تجارت تھے۔ آپ بہترین شریکِ تجارت تھے، نہ جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔[10]

عرب میں ہر سال جو مشہور تجارتی میلے منعقد ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا سامانِ تجارت ان میلوں میں لے جایا کرتے، آپ کی دیانت داری کی بنا پر آپ کا سامان میلے میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک جاتا۔ ایک دفعہ ایک میلے میں آپ بیس اونٹ لائے، مگر اسی وقت کسی کام سے باہر جانا پڑ گیا تو اپنے غلام کو تاکید کر گئے کہ ان اونٹوں میں سے ایک لنگڑا ہے، اسکی نصف قیمت وصول کی جائے۔ فارغ ہو کر آپ واپس تشریف لائے تو اونٹ فروخت ہو چکے تھے۔ غلام سے دریافت کیا تو اس نے معذرت کی کہ مجھے خریداروں کو لنگڑے اونٹ کی بابت بتانا یاد نہ رہا اور میں نے اسکی بھی پوری قیمت وصول کر لی۔ آپ ﷺ نے خریداروں کا پتا دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ یمن کی طرف سے آئے تھے۔ آپ ﷺ کو اس واقعے پر بڑا ملال تھا، فوراً غلام کو ساتھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں چل دیے ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرنے کے بعد ان کو پا لیا اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ اونٹ کہاں سے خریدے ہیں، وہ بولے کہ ہمارے مالک نے ہمیں یمن سے میلے میں محمد بن عبد اللہ کے تمام اونٹ خریدنے کے لیے بھیجا تھا اور تاکید کی تھی کہ اسکے سوا کسی اور سے کچھ سامان نہ خریدنا، ہم وہاں تین دن تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کو تلاش کرتے رہے، آخر تین دن کے بعد ان کا مال منڈی میں آیا تو ہم نے اطلاع پاتے ہی خرید لیا، آپ نے فرمایا بھائیو! ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ لنگڑا ہے، سودا کرتے ہوئے میرا ملازم بتانا بھول گیا، اب وہ اونٹ مجھے دے دو اور اسکی قیمت واپس لے لو، یا پھر اسکی آدھی قیمت مجھ سے وصول کر لو۔ اتفاق سے ابھی تک انھیں اونٹ کے لنگڑے پن کا علم نہ ہوا تھا، مگر آپ ﷺ نے وہ اونٹ دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا اور وہ اونٹ ان سے لے کر اسکی قیمت واپس کر دی۔ بعد میں جب آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو انھوں نے کہا ہم تو پہلے ہی سوچتے تھے کہ ایسا شخص کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا، فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچے اور شرفِ اسلام سے بہرہ مند ہو گئے۔[11]

حضور اقدس ﷺ کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ ﷺ بچپن ہی میں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرمائے چکے تھے۔ جس سے آپ ﷺ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے ذریعہ معاش کے لئے آپ ﷺ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ اور تجارت کی غرض سے شام و بُصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا۔ اور ایسی راست بازی اور امانت و دیانت کے ساتھ آپ ﷺ نے تجارتی کاروبار کیا کہ آپ ﷺ کے شرکاء کار اور تمام اہل بازار آپ ﷺ کو "امین" کے لقب سے پکارنے لگے۔ ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، سچائی، وعدہ کی پابندی،

خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں۔ ان خصوصیات میں مکہ مکرمہ کے تاجر امین ﷺ نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے اسکی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے۔ یہی القاب آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظامِ وقت کو ہی واضح کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ ہر معاملہ سچائی اور امانت داری سے کرتے اور ہر معاملے میں سچا وعدہ کرتے اور جو وعدہ کرتے اسکو پورا ہی کرتے۔ آپ ﷺ کے تجارتی ساتھی عبد اللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم ﷺ سے ایک معاملہ کیا میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا میں نے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً آپ ﷺ کے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ دو روز گذر گئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، میں یہاں سے روانہ ہوا اور جہاں جہاں خیال تھا، سب جگہ آپ ﷺ کو تلاش کیا کہیں نہیں ملے تو احتیاطاً وعدہ گاہ پر پہنچا میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دیکھا کہ آپ ﷺ اسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب میں نے معذرت کی تو آپ ﷺ نہ ناراض ہوئے، نہ لڑائی جھگڑا کیا اور نہ ڈانٹ ڈپٹ کی صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے اور وہ بھی دھیمی آواز میں یَا فَتَی! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ۔[12] کہ ارے بھائی! تونے مجھے زحمت دی میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔[13]

تین دن تک بھوکے رہنا، تین دن ایک ہی جگہ پر رہنا ایک انتہائی مشکل عمل ہے اور ہمارے پیارے کریم آقا ﷺ نے زبان کو پورا کرنے کے لیے تین دن ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر انتظار کیا گھر میں بھی پریشانی ہوئی مگر وعدہ میں اپنی طرف سے پریشانی کو داخل نہ ہونے دیا یہ عمل وقت کی اہمیت کو ہی واضح کر رہا ہے تین دن اپنے آپ کو انتظار کے لیے کھڑا کرنا کا انتظام مشکل ہوتا ہے۔ اللہ کریم کے داعی اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا تجارت میں وعدہ پر وفا کرنے کا یہ عملی مظاہرہ آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظامِ وقت کو ہی واضح کر رہا ہے۔

اسی طرح ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انہیں تمہاری نسبت زیادہ جانتا ہوں۔ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں عرض گزار ہوا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ ﷺ نے سچ فرمایا، اعلان نبوت سے پہلے آپ ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک تھے، آپ نے کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا۔[14]

داعی اسلام محمد ﷺ کے تعلقات سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

اعلانِ نبوت سے قبل جو لوگ حضور ﷺ کے مخصوص احباب و رفقاء تھے وہ سب نہایت ہی بلند اخلاق، عالی مرتبہ، ہوش مند اور باوقار لوگ تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مقرب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو برسوں آپ ﷺ کے ساتھ وطن اور سفر میں رہے۔ اور تجارت نیز دوسرے کاروباری معاملات میں ہمیشہ آپ ﷺ کے شریک کار و راز دار رہے۔ اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قریش کے نہایت ہی معزز رئیس تھے اور جن کا ایک خصوصی شرف یہ ہے کہ ان کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی تھی، یہ بھی حضور ﷺ کے مخصوص احباب میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے۔

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے یہ بھی احباب خاص میں سے تھے۔ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ اپنے گاؤں سے مکہ آئے تو کفار قریش کی زبانی یہ پروپیگنڈا سنا کہ محمد ﷺ مجنون ہو گئے ہیں۔ پھر یہ دیکھا کہ حضور ﷺ راستہ میں تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ ﷺ کے پیچھے لڑکوں کا ایک غول ہے جو شور مچا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ شبہ پیدا ہوا اور پرانی دوستی کی بنا پر ان کو انتہائی رنج ہوا۔ چنانچہ یہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! ﷺ میں طبیب ہوں اور جنون کا علاج کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اللہ کریم کی حمد و ثنا کے بعد چند جملے ارشاد فرمائے جن کا حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہ فوراً ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔[15]

اعلانِ نبوت سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ زید بن عمرو بن نفیل کو بڑا خاص تعلق تھا اور کبھی کبھی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ایک مرتبہ وحی نازل ہونے سے پہلے حضور ﷺ کی مقام "بلدح" کی ترائی میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے دستر خوان پر کھانا پیش کیا۔ جب حضور ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا، تو زید بن عمرو بن نفیل کہنے لگے کہ میں بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا۔ میں صرف وہی ذبیحہ کھاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر قریش کے ذبیحوں کی برائی بیان کرنے لگے اور قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے گھاس اگائی۔ پھر اے قریش! تم بکری کو اللہ کے غیر (بتوں) کے نام پر ذبح کرتے ہو؟[16]

اللہ کریم کے داعی اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا تجارت کے ساتھ معاشی اور معاشرتی بنیادوں پر مختلف مخصوص احباب کے ساتھ موحدین عرب سے کئی قسم کے تعلقات تھے یہ احباب آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ ان سے ضرورت کے پیش نظر ملاقات کرتے رہتے تھے مگر یہ ملاقات فضول باتوں کے لیے نہیں ہوتی تھی بلکہ کسی نہ کسی مقصد کے ساتھ ہوتی تھی آپ ﷺ نے ان مخصوص احباب سے ہی دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا چنانچہ آپ ﷺ کے تعلقات نے بھی دین اسلام کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ وقت کے تقاضوں کے عین مطابق یہی عوامل اور اعمال آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظامِ وقت کو ہی واضح کر رہے ہیں۔

داعی اسلام محمد ﷺ کے غیر معمولی کردار سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

حضور اقدس ﷺ کا زمانہ طفولیت ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا تو بچپن کی طرح آپ ﷺ کی جوانی کا زمانہ بھی تنظیم اور انتظامِ وقت کے ساتھ تھا آپ کا یہ زمانہ عام لوگوں سے مختلف اور نرالا تھا۔ آپ ﷺ نے اس زمانہ میں وقت کا ضیاع نہیں کیا بلکہ وقت کو مکمل طور پر استعمال کیا جسکا نتیجہ آپ ﷺ اپنے علاقے میں نیک صفات صادق و امین کے القاب سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ کا شباب مجسم حیاء اور چال

چلن عصمت وو قار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضور ﷺ کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں آپ ﷺ اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کیلئے وہاں تک رسائی تو کیا؟ اسکا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ اور یہی تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ) کے تحت اوصاف حمیدہ ہیں جن سے آپ ﷺ بہترین وقت کے عظیم ترین منتظم تھے اور آپ ﷺ کی یہی اوصاف حمیدہ ہیں جو قیامت تک نے والے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ) کے تحت آپ ﷺ کی مزید اوصاف حمیدہ ہیں جو آپ ﷺ کو عام لوگوں سے منفرد کرتی ہیں جیسے کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے ملنا وغیرہ۔ ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا اللہ کے منتظم اعظم ﷺ کا خاص شیوہ تھا۔ حرص، طمع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی، یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانہ جاہلیت میں گویا ہر بچے کے خمیر میں ہوتی تھیں حضور ﷺ کی ذات گرامی ان تمام ضیاع وقت کی عیوب و نقائص سے پاک صاف رہی ہیں۔ آپ ﷺ کی راست بازی اور امانت و دیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا اور مکہ مکرمہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں آپ ﷺ کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں آپ ﷺ کا ایک خاص وقار تھا۔ بچپن سے تقریباً چالیس برس کی عمر شریف ہوگئی۔ لیکن زمانہ جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام وقت کے نقصانات مثلاً مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ ﷺ کا دامن عصمت پاک ہی رہا۔ مکہ شرک وبت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ لیکن اسکے باوجود آپ ﷺ نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔ اللہ کریم ہمیں آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

داعی اسلام محمد ﷺ کے غارِ حِرا میں قیام سے تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ):

آپ ﷺ کا تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ) کا عملی مظاہرہ غارِ حرا میں قیام کے دوران دیکھا جا سکتا ہے۔ نزول وحی سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے دل میں خلوت کی محبت ڈال دی گئی۔ آپ ﷺ تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ) کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر غار حرا کے پر سکون ماحول کے اندر اللہ کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ مختصر ترین خوراک کے ساتھ غارِ حرا میں خلوت نشینی فرماتے اور گھر واپسی سے قبل غار حرا کی خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں راتیں گزارتے، پھر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف لوٹتے اور مختصر خوراک لے کر دوبارہ غار حرا کی طرف تشریف لے جاتے۔ جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آکر لے جاتے اور کبھی حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں اور اس سے مدد اور اسکی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے تمام تر امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے ایام اسی پر عزم جہد مسلسل میں گزرتے ہیں۔ آپ ﷺ تنظیم اور انتظامِ وقت (ٹائم مینجمنٹ) کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہر صبح، ہر دوپہر اور ہر شام کو متوجہ ہوتے، اسکی طرف غروب آفتاب اور ستاروں کے چمکنے پر متوجہ ہوتے۔ اور یہی آپ ﷺ کی غارِ حرا میں تنظیم اور انتظامِ وقت تھا جسکے تحت آپ ﷺ ہر لحظہ، ہر سانس پر پلک جھپکنے، اور دل کی ہر دھڑکن اور ہر سرگوشی پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے لئے تھی۔ اسکے باوجود دن اور سال اس حال میں گزرتے رہے کہ تاریکیاں مکہ مکرمہ کے اطراف واکناف میں سایہ فگن تھیں۔ رسول اللہ کی ابتدائی وحی کے واقعات، حضرت خدیجہ اور بعد میں حضرت عائشہ سے احادیث اور تاریخ کی کتب میں درج ہیں۔ نبی کریم پر وحی کا آغاز، رویہ صادقہ یعنی سچے خوابوں کے انداز میں شروع ہوا۔ رحمت دو عالم ﷺ غارِ حرا میں معتکف تھے کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا، نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ ﷺ پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپ ﷺ دیکھتے تھے، چنانچہ جب بھی آپ ﷺ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر تنہائی سے آپ ﷺ کو محبت ہونے لگی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اسکے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو وہاں تحنث کیا کرتے، تحنث سے مراد کئی راتیں عبادت کرنا ہے اور اسکے لئے توشہ ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھیے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا چنانچہ آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، تو انھوں نے کمبل اڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہر گز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسید بن عبد العزی کے پاس گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے، جس قدر اللہ چاہتا۔ نابینا اور بوڑھے ہو گئے تھے، ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے چچازاد بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو آپ ﷺ سے ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ تو جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا، بیان کر دیا، ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل فرمایا تھا، کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا، ہاں! جو چیز تم لے کر آئے ہو اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا، پھر زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا، ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ جابر

بن عبد اللہ انصاری وحی کے رکنے کی حدیث بیان کر رہے تھے، تو اس حدیث میں بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ بیان فرمائے رہے تھے کہ ایک بار میں جا رہا تھا تو آسمان سے ایک آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا، جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور واپس لوٹ کر میں نے کہا مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یَاأَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝[17] اے کمبل اوڑھنے والے اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے کو پاک رکھ اور ناپاکی کو چھوڑ دے، پھر وحی کا سلسلہ گرم ہو گیا اور لگاتار آنے لگی۔[18]

خلاصہ:

داعی اسلام محمد ﷺ کو جامع اور مکمل شخصیت و ہستی بنانے کے ساتھ جملہ اوصاف حمیدہ سے منور فرمایا۔ بہترین معاملگی، دیانت و راستی، فرض شناسی، وقت کی تنظیم اور انتظام کے ساتھ پابندی جیسے اوصاف حمیدہ کو آپ ﷺ کی ہستی مبارکہ میں شامل فرمائے کر ان اوصاف حمیدہ کو عزت و تکریم عطا فرمائی۔ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو سراپا تنظیم اور انتظام وقت، پیکر تنظیم اور انتظام وقت بنایا۔ آپ ﷺ کا غارِ حرا میں مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا، نبوت کے بعد دین اسلام کی تبلیغ فرمانا، عبادات کی ادائیگی کو یقینی بنانا، برملا اور واضح تبلیغ کے بعد کفار کی اذیت کو برداشت کرنا، ان تکالیف اور اذیتوں کے ساتھ تبلیغ اسلام کو جاری رکھنا، طائف میں سخت تکلیف کے باوجود بددعا نہ کرنا بلکہ دعا دینا جس کے بعد اللہ کی طرف سے اعلیٰ و ارفع مقام معراج النبی ﷺ کے ذریعے عطا فرمانا آپ ﷺ کے تنظیم اور انتظام وقت پر ہونے والے عوامل کو ہی واضح کر رہے ہیں۔

مصادر و مراجع

1) القرآن الحکیم
2) تفسیر ضیاالقرآن، پیر کرم شاہ صاحب ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی۔
3) الصحیح، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری، (۱۹۴۔۲۵۶ھ / ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ بیروت، لبنان 228 دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء۔
4) الصحیح، ابن الحجاج قشیری مسلم، (۲۰۶۔۲۶۱ھ / ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔
5) السنن، سلیمان بن اشعث سجستانی ابوداود، (۲۰۲۔۲۷۵ھ / ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء۔
6) السنن الکبریٰ، احمد بن شعیب نسائی، (۲۱۵۔۳۰۳ھ / ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء۔
7) السنن، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی، (۲۱۰۔۲۷۹ھ / ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔
8) السنن، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، (۲۰۹۔۲۷۳ھ / ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء۔
9) سیر أعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ بیروت، لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔
10) الشمائل المحمدیہ مع جامع الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی، (۲۱۰۔۲۷۹ھ / ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ ملتان، پاکستان: فاروقی کتب خانہ
11) مشکوٰۃ المصابیح، ولی الدین أبو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، (م ۷۴۱ھ)۔ بیروت، لبنان، الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء۔
12) البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ / ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء۔
13) سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلیمان ندوی، مکتبہ مدینہ، لاہور، ۱۹۹۹ء۔
14) قرآن عظیم اور عصمت والدین مصطفیٰ ﷺ، ڈاکٹر قاری محمد صداقت علی فریدی، لاہور، ۲۰۱۷ء۔
15) دلائل النبوۃ، ابونعیم محمد بن عبداللہ اصفہانی، لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء۔
16) دلائل النبوۃ، ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۵ء، ۲۰۱۰ء۔
17) شانِ مصطفیٰ، علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی، والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور: ۲۰۱۶ء۔
18) علمِ مصطفیٰ ﷺ، پروفیسر احمد رضا خان، تحریکِ مطالعہ قرآن، لاہور۔ نعیمی کتب خانہ، لاہور: ۲۰۱۲ء
19) لمعاتِ مصطفیٰ ﷺ یعنی حضور ﷺ کے خدائی جلوے، ابوالحماد مولانا محمد احمد برکاتی، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور: ۲۰۱۳ء۔

1 سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۸۶

2 سیرتِ طیبہ رحمتِ دارین ﷺ، طالب الہاشمی، ص: ۱۱۹، البدر پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور۔

3 سیرۃ النبی: علامہ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی، ج ۱، ص ۱۱۶، مکتبہ مدینہ ۱۷ اردو بازار لاہور۔

CC BY

4 سیرتِ طیبہ رحمتِ دارین ﷺ، طالب الہاشمی، ص:۱۲۰، البدر پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور۔

5 سیرت ابن ھشام ج ا ص ۱۹۶ تا ۱۹۷

6 سیرت ابن ھشام ج ا ص ۱۳۴

7 مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸

8 مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸

9 زرقانی علی المواھب ج ا ص ۲۰۰

10 سیرۃ المصطفیٰ ا/۹۶

11 محدث میگزین رسول مقبول نمبر ص:۱۸۸

12 سنن أبي داود رقم الحديث:۴۹۹۶

13 ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ ا/۹۶، سیرۃ النبی ا/۱۲۹

14 سنن ابوداوٗد ج ۲ ص ۳۱۷ باب کراھیۃ المرا۔ مجتبائی

15 مشکوٰۃ باب علامات النبوۃ ص ۲۲۵ و مسلم ج اول ص ۲۸۵ کتاب الجمعہ

16 سیرت ابن ھشام ج ا ص ۲۲۶

17 القرآن الکریم، سورۃ المدثر 4- 1 :74 ,

18 صحیح بخاری، باب: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نزول وحی کس طرح شروع ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہم نے تم پر وحی بھیجی جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد پیغمبروں پر وحی بھیجی، حدیث نمبر: 3، جلد اول: حدیث نمبر 3 حدیث مرفوع مکررات 24 متفق علیہ 22